

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

دستور حیات

زندگی کا حضرت طریق اور اسلامی طرز حیات کا مکمل اتالیق

از: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

عصر حاضر کے ذوق و ذہن اور فہم و استعداد اور عظیم الفرضی کے شہسوار
عصر سے ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو اسلامی نظام
حیات پر ایک جامع اور مختصر رہنما کتاب کی حیثیت رکھتی ہو اور اس کے ذریعہ
ایک نظر اسلامی عقائد و اعمال کا خلاصہ اور اس کی روح سامنے آجائے۔

خدا کا شکر ہے کہ

اسلامیات کے ایک معتبر و نامور اور باخبر و اہل نظر مصنف نے عربی میں یہ
کتاب "العقیدۃ والصلوٰۃ" کے نام سے لکھی اور اس نے خلافت کو جو
پورا کیا اور اب خود مصنف کی نظر ثانی و اضافوں کے بعد اردو میں،

دستور حیات

کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔

کتاب زمانہ کی ضروریات و مطالبات اور مسلم معاشرہ کے موجودہ
حالات اور اپنی جامعیت و اخقار کے لحاظ سے ہر طرح اس کی مستحق ہے کہ
لوگ اسے اپنی زندگی کا دستور العمل اور رہنما بنائیں۔

قرآن و حدیث سے کہیں سے عقائد و عبادت سے، امر حسنہ
کے ہدایت سے کہیں سے اخلاق و عبادت سے اصلاح، صفائی
معاملات، تزکیہ نفس اور نعلتے بالشر اسلامی تمدن و معاشرت
کے ساتھ مصنف کے ذائقے تجربات اور مطالعہ کا پتھر بھیس
آ گیا ہے۔

اسلام کے نظام عقائد و اعمال کا ایک مختصر اور روح پرورد
گلدستہ جس میں اسلامی نظام حیات اور دستور زندگی کا
عطر آ گیا ہے۔ ہر شخص کے لئے ایک قابل مطالعہ و استفادہ
کتاب، زندگی کا حضرت طریق اور اسلامی طرز حیات کا مکمل
اتالیق۔

نوشنا دیدہ زیب کتابت و طباعت
عربی ایڈیشن ۱۸ روپے اردو ایڈیشن ۱۶ روپے

کتاب کی بیشکی قیمت روانہ نہ ماکہ کتاب مصادف ڈاک کی
رعایت کے ساتھ رجسٹرڈ بک پیکیٹ حاصل کیجئے۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹، لکھنؤ

بہار نورانی تیل
پرس نامہ صاحب کلاں کلاں
بھارت

دستور حیات
تمام دنیا کی قوموں کے لوگوں
کے لئے ایک جامع کتاب

سنتوں صحفا
عربی زبان میں
پندرہ ماہوں اور
۱۰۰ روپے

ذواخانہ طبیبہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

بندشہ اور بیٹھ دوایں

بندشہ اور بیٹھ دوایں

براہ کرم جواب طلب امور کے لئے جوابی خط ارسال کریں
نیز حوالہ خریداری بضر ضرورت تحریر کریں۔ (مبصر)

متو کے اصلی نورانی تیل کی خاص پہچان

- لیبل پر مینوفیکچرنگ لائسنس
نمبر U18/77 ضرور دیکھیں
- کیپسول پر (G) مارک دیکھیں
- آرٹھریٹس پر مارک لائسنس نمبر نہ ہو
اور ایس ٹی مارک نہ ہو یا دوسرا مارک نہ ہو
ہرگز نہ خریدیں۔

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے
کی شہرہ ردا

انڈین کیمیکل کمپنی، منوٹا، بھارت، یو پی

تعمیر حیات



یہی تو کام کا وقت ہے

یہ وہ زمانہ ہے کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسے وقت میں) غزائے
اہل اسلام کو بشارت دی ہے نیز فرمایا ہے کہ،

”زمانہ فتنہ میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسا کہ میری طرف ہجرت کرنا“

تم کو معلوم ہے کہ غلبہ فتنہ و فساد کے وقت سپاہی اگر تھوڑی سی بھی جرأت کرتے ہیں
تو (بادشاہ کے دل میں) بہت کچھ وقعت پیدا کر لیتے ہیں۔ امن و امان کے وقت اگر ہزار دوڑ
دھوپ کریں بے اعتبار ہے پس کام کرنے اور کام کے قبول ہونے کا وقت یہی ہے جو
فتنوں کا وقت ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ (قیامت میں) مقبولان خدا میں محشور ہو تو مرضیات حق تعالیٰ
کے لئے اپنی تمام مرضیات سے دست بردار ہو جاؤ اور سنتِ سنینہ کے متابعت کے علاوہ کسی
چیز کو اختیار نہ کرو۔ (دیکھو) اصحاب کہف، غلبہ فتنہ کے وقت صرف ایک عمل ہجرت سے
اتنے اونچے درجے کو پہنچ گئے۔ تم تو محمدی ہو اور داخل خیر الامم ہو، تم اپنے وقت کو
لہو و لعب میں ضائع نہ کرو اور بچوں کی طرح معمولی چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان
گر مانہ رسیدیم تو شاید برسی

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی)

جب حشر و نشر کا صور پھونکا جائے گا

عربی سے ترجمہ - شمس الحق ندوی

حافظ ابوعلی موصی اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے عروین حاکم بن خالد نے بیان کیا، وہ روایت کرتے ہیں ابو عاصم حاکم بن خالد سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابو رافع اسماعیل بن زائد سے اور وہ روایت کرتے ہیں محمد بن زیاد سے اور وہ روایت کرتے ہیں محمد بن کعب قرظی سے اور انھوں نے ایک انصاری شخص سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب زمین و آسمان بنا کر فارغ ہوا تو صور پھونکا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دیا وہ صور کو منہ سے لگا کر بارگوش کی طرف نکلے گا ہے میں کوکب صور پھونکے گا حکم ملے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول صوری کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، نہ سگ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا، بہت بڑا۔ پھر آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے مسیبت فرمایا اس کے ایک دائرہ کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت سے زیادہ ہوگی۔ اسرافیل تین مرتبہ صور پھونکیں گے۔ پہلا صور ہول و گھبراہٹ کا ہوگا، دوسرا بوجہی و بے ہوشی کا، تیسرا خدا کے سامنے حاضری کا۔

جب اللہ تعالیٰ اسرافیل کو پھونکا پھونکے گا حکم دے گا کہ ہول و گھبراہٹ کا صور پھونکو تو اس وقت زمین و آسمان کے لوگ بچھڑ جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ اس ہول سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسرافیل دیر تک صور پھونکتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما ینظر صراطاً الا یرى" (اور وہ جو صراط ایک نور کی ہے جس میں وہ نظر کرے گا وہ اس کے لئے ہے۔) اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما ینظر صراطاً الا یرى" (اور وہ جو صراط ایک نور کی ہے جس میں وہ نظر کرے گا وہ اس کے لئے ہے۔) اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما ینظر صراطاً الا یرى" (اور وہ جو صراط ایک نور کی ہے جس میں وہ نظر کرے گا وہ اس کے لئے ہے۔) اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما ینظر صراطاً الا یرى" (اور وہ جو صراط ایک نور کی ہے جس میں وہ نظر کرے گا وہ اس کے لئے ہے۔) اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اسے یہ معلوم ہے کہ کون زغہ پھاہے کون باقی رہے گا؟ تو ملک الموت کہے گا بس آپ باقی رہ گئے جن کو کبھی موت نہیں اور آپ کا عرض اٹھانے والے فرشتے باقی رہ گئے اور جبریل و میکائیل باقی رہ گئے اور ایک میں ہوں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبریل و میکائیل بھی مر جائیں، عرض ہوئے گا اے آقا جبریل و میکائیل مر جائیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم خاموش رہو میں نے طے کر دیا ہے کہ عرض کے نیچے جو بھی ہیں سب مر جائیں گے، پھر جبریل و میکائیل بھی مر جائیں گے، اس کے بعد ملک الموت پھر اللہ تعالیٰ کے پاس آئے گا اور کہے گا اے آقا جبریل و میکائیل بھی مر گئے اب صرف میں اور آپ کا عرض اٹھانے والے رہ گئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا عرض اٹھانے والے بھی مر جائیں، وہ بھی مر جائیں گے، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ عرض کو حکم دے گا، وہ اسرافیل سے صدمہ لے لگا اس کے بعد پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس آئے گا، اور کہے گا آقا آپ کا عرض تھا سننے والے بھی مر گئے، اللہ تعالیٰ پرچہ لگا (حالا کہ اسے معلوم ہے کہ کون بچا، اب کون بچا؟) ملک الموت کہے گا آقا اب صرف آپ رہ گئے جن کو کبھی موت نہیں اور میں بچا ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم بھی میری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہو، تم جس کام کے لئے پیدا کیا تھا تم نے دیکھا! اب تم بھی مر جاؤ اس کے بعد ملک الموت بھی مر جائیں گے جب اللہ کے سوا جو اکیلا وغالب، یکتا اور مستقل ہے جس کے ذوالا ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے وہ جیسے پہلے تھا ازل سے تھا وہی ہے اب آخر میں ابد میں رہے گا، اس کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو زمین و آسمان کتاب کی طرح سے لپیٹ لئے جائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو تین مرتبہ پھیلائے گا اور پھیلتے پھیلتے زمین و آسمان کا پھر وہ خود یہ اعلان فرمائے گا۔ آج جس کی حکومت ہے؟ یہ اعلان تین مرتبہ ہوگا کوئی اس اعلان کا جواب نہ دے گا، تو اللہ تعالیٰ خود اپنے آپ سے فرمائے گا، اللہ اکیلا وغالب کی حکومت ہے، پھر اللہ تعالیٰ دوسرے زمین و آسمان نالے گا پھر اس کو پھیلائے گا اور سطح و برابر کرے گا اور حکاظی چمڑے کی طرح پھیلائے گا اس (بقیہ صفحہ ۲۶)

اس اور جو زمین میں ہیں سب گھبراہٹ میں گمراہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اس اور جو زمین میں ہیں سب گھبراہٹ میں گمراہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اس اور جو زمین میں ہیں سب گھبراہٹ میں گمراہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اس اور جو زمین میں ہیں سب گھبراہٹ میں گمراہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

اس اور جو زمین میں ہیں سب گھبراہٹ میں گمراہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں "فقدح من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ذلن۔" (تو جو لوگ آسمان

تعمیر حیات

شعبہ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء - رجب المرجب ۱۴۰۳ھ، شمارہ نمبر ۱۲

اداریہ:

اخلاص، مجاہدہ اور عزم شخصیت سازی کا اہم عنصر

انسان اپنی ذات سے خاک کا پتلا ہے، وہ بذات خود کسی کمال کا مالک نہیں ہے، اپنی نظرت کے لحاظ سے وہ عاجز ہے، بظلم ہے، بے کمال ہے، بلکہ بے صفت ہے، بے حیثیت ہے، کوئی اس کی قدر و قیمت نہیں اس کے اندر جو کچھ کرنے کی طاقت اور عمل کی توفیق پیدا ہوتی ہے اور اُس سے ان کمالات کا اظہار ہوتا ہے جن کی دستوں، گہرائیوں اور بلندیوں کی پیمائش کوئی بڑے سے بڑا انسانی ذہن نہیں کر سکتا اور کسی بڑے سے بڑے شاعر کا تخیل بھی وہاں تک پہنچ نہیں سکتا، وہ سب کچھ درحقیقت تجھ ہے ارادہ الہی اور امر الہی کا اور یہی حقیقت ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی **مَنْ يَشْرُحْ مِنْ أُمَّدِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** وہ چاہے تو بے جان خاکی پتلیوں میں جان ڈال دے اور جان ہی نہ ڈالے بلکہ سمیٹاں کا کام لے۔

جو نہ تجھے خود راہ بر مغزوں کے مادی بن گئے کیا نظر بھی جس نے غردوں کو سمیٹا کر دیا یہ جب نبی کا کارنامہ ہے تو خدا کی قدرت کا کیا پوچھنا ہے حقیقت یہ ہے کہ سب تعریف خدا کی ہے الحمد للہ رب العالمین وہ جس سے چاہے کام لے اور جب چاہے کام لے اور پھر جتنا چاہے کام لے، یہ سب چیزیں اور سارے حدود و قیود اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء اور تربیت یافتہ حضرات جن میں سے حضرت مولانا سید جعفر علی صاحب بستوی کا نام پر زیادہ موزوں اور برمحل ہے ان حضرات کی ساری خدمات اور دینی و دعوتی جدوجہد درحقیقت امر الہی اور ارادہ الہی کا کرشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں سے کام لیا اور انھوں نے دین کے احیاء کا عظیم الشان فرض انجام دیا، دلوں کو زندہ کر دیا، آنکھوں کو روشن کر دیا، روجوں کو جناب بنا دیا اور جہالت کے بادل چھٹ گئے، علم کے دریا بہنے لگے، جگہ جگہ اور چہرہ چہرہ پر مد سے قائم ہوئے اور گھروں کی فصائیں اور دہلیزیں اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے ذکر سے معمور

زرقاوت
ادب و ادب
نور و نور
ہون و ہون
ہوائی خاک
شانی ملک
افرنی ملک
یروپ و امریکہ

ہر گھنٹہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ "کن فیکون" کا کرشمہ ہے وہ جہاں سے چاہے کام لے، بڑے بڑے بزرگوں کے نام لینے سے یعنی اوقات ایک قدرتی اثر کے طور پر یا رد عمل کے طور پر یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ لوگوں کو کچھ مایوسی سی ہوتی ہے کہ اب نہ ایسے بزرگ پیدا ہوں گے نہ ایسی سہیلیاں آئیں گی اور نہ یہ کام ہوگا، بلکہ یہ شخصیت کا تذکرہ پڑے کہ مایوسی کا شکار ہونا قانون قدرت سے ناواقفیت کی بات ہے، اس کے برخلاف اس سے ہم کو حوصلہ مندی کا ایک پیام ملتا ہے اور کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ ارادہ الہی پر موقوف ہے، تو پھر مایوسی کی کیا بات ہے، اس کی بے شک کچھ شرطیں ہیں، پہلی شرط تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے، اس کے بعد یہ ہے کہ،

دیتے ہیں مادہ ظرف تدرج بخار و کجگر اس کے لئے کچھ اخلاص کی ضرورت ہے اور تھوڑے سے مجاہدہ اور ایثار کی ضرورت ہے اور عزم قوی کی ضرورت ہے تو اگر یہ صفات پیدا ہوں اور ادھر سے ارادہ الہی ہوگا اور کنکشن مل جائے گا تو کامیابی یقینی ہے ان مخلصین کے ذریعہ حالات اور ماحول میں بڑے سے بڑا انقلاب برپا ہو سکتا ہے جب حقیر سا تخم اچھی زمین میں پڑ جاتا ہے تو گل و ٹھکانا اور ہری بھری کھیتیاں وجود میں آجاتی ہیں حالانکہ اس تخم کی کیا حقیقت ہے اگر آپ اس کو تھیلی پر رکھ کر اڑا دیں تو وہ اڑ جائے اور یہ مٹی جس کے اندر نہ حلاوت ہے اور نہ طاقت ہے اور نہ حیات بخشی تو بڑی چیز ہے اس کے اندر سے حیات ہی نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین مردہ تھی ہم نے پانی کا ایک جھنڈا اس پر ڈال دیا تو **أَحْيَيْنَا وَرَبَّيْتُ** وہ حرم اُمی، تو جب ایک تخم کے ایک حصے زمین پر ڈالنے سے یہ کھیتی پیدا ہو سکتی ہے جو ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں تو پھر تلب انسانی میں اگر صرف اتنی صفت پیدا ہو جائے کہ خدا کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرے اور خدا کی نعمت کو قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے تو پھر وہ کیا کچھ نہیں دکھا سکتا ہے اور کیسے کیسے عجائبات اس سے ظہور میں نہیں آسکتے ہیں۔

بزرگوں کے نام لینے سے ایک فزوی اثر تو یہ پڑتا ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ بس اب تو آدمی کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا چاہیے اور مایوس ہو جانا چاہیے کہ اب نہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور نہ ان کے بنانے والے اور نہ ان کی تربیت کرنے والے، اب کہاں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ ہوں گے کہ حضرت

اسے دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین دارانہ کا نام لیا جائے تو اس میں ہتھیار ہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ نہیں رہے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا ختم ہو گیا ہے تو اسے دیکھ کر آپ کو وی۔ پی۔ ای سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پھر سچ دی۔ پی۔ خپ 24/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی۔ سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا ختم بھیجیے وقت اپنا تحریر واری لکھنا نہ بھولیں۔

افادات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حرید خاص لکھنوی کے قلم سے

مولانا نے فرمایا، " دنیا ضرورت کی چیز ہے اس لئے مانگنا بھی چاہیے اور تدبیر بھی کرنا چاہیے مگر یہ مقصود اپنی ذات سے نہیں ہے بلکہ دین کو محفوظ رکھنے کی چیز ہونے کی وجہ سے ہے۔ اصل جو مقصود بالذات ہے وہ دین ہے۔ اول تو دین کا علم حاصل کر کے بقدر ضرورت دنیا بھی ملتی ہے اور وہ بھی عزت اور راحت کے ساتھ لیکن فرض کو نہ بھولنے تو چونکہ دین خود مقصود بالذات ہے اس لئے دنیا نہ ملنے پر حسرت نہیں ہوتی۔ "

مولانا نے فرمایا کہ عقلوں میں جو فرق ہوتا ہے کہ کسی میں عقل زیادہ ہے اور کسی میں کم۔ یہ فطری بات ہے یہ عقل کی کمی پر باز نہیں کرتا لیکن شکایت جو کہ ہے وہ بے فکری کی ہے۔ لوگ فکری سے کام نہیں لیتے۔ بے فکری پر مواخذہ ہے۔ اگر فکری سے کام لیں تو اول تو بہت کم غلطیاں ہوں اور اگر ہوں تو ناگوار نہ ہوں۔ "

مولانا تھانوی نے ایک طالب کے طویل خط کے جواب میں لکھا کہ، " سالک کے لئے تین باتیں سوبان روح رہتی ہیں۔ (۱) ماضی کی حسرت یعنی گذشتہ عمر میں جو خراب بہت خراب گناہ اس سے ہو چکے ہیں ان گناہوں کی سنگینی کا خیال کر کے ان پر حسرت و افسوس کرتے خراب بڑے بڑے گناہ جو تم سے سرزد ہو چکے ہیں یہ کیسے صاف ہوں گے۔ "

(۲) حال کے شہات یعنی اب آج جو اس نے طے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنا تو ہر منزل پر اس کے دل میں شیطان عجیب عجیب دوسوے اور شہات دل میں ڈالنا جلاتا ہے اور اس کو مستزحل کرتا ہے۔ "

(۳) مستقبل کا خوف یعنی آئندہ نہ جانے میں سے راستہ پر چل سکوں یا عدم ڈگلا جائیں اور عاقبت خراب ہو جائے یہ تین سوبان روح ماضی حال اور مستقبل کے پچھلے سالکین راہ حق

کو بھی پیش آتے رہے لیکن ان کے قوی مضبوط تھے اور بہتیں بلند تھیں۔ انہوں نے ان سے کام لے کر ان کا مقابلہ کیا۔ آج کے زمانہ میں سالکین کے قوی کمزور اور ہمیں ظاہر ہیں کہ ان کا مقابلہ کریں لہذا اب دین کے بزرگوں نے سالکین کی تربیت کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ماضی اور مستقبل تو حجاب عن الحق ہے یعنی گذشتہ عمر کے گناہوں کی حسرت اور افسوس میں لگے رہنا اور آئندہ کے خطرات کا اندیشہ کرنا سوائے اس کے کہ سالک کو اللہ سے دور کرے اور کچھ نہیں کرتا۔ اللہ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں نہ کہ اس لئے کہ ہم ماضی اور مستقبل پر ماضی کے خیالات جمانے رہیں۔ جہاں تک ماضی کا تعلق ہے ہمیں اس کے لئے صرف توبہ کی ضرورت ہے یعنی پچھلے گناہوں سے اللہ کے حضور میں دل سے توبہ کریں اور بار بار ان گناہوں کی حسرت اور افسوس دل میں نہ لائیں اور جہاں تک مستقبل کا تعلق ہے ہم ہمیشہ ارادہ کریں کہ آئندہ ہم پر ہر گناہی اور تقویٰ کی زندگی بسر کریں گے اور انشاء اللہ ہم آئندہ گناہ نہ کریں گے۔ بس۔ اس کے بعد پھر ہر وقت اسی قصہ میں نہ لگے رہیں بلکہ اس سے زیادہ جو ضروری کام ہے دوسرا یعنی حال پر نظر رکھنا اس کو اپنے عمل سے شروع کریں جو عمل کہ ہمارے اختیار میں ہے مثلاً اپنے عقیدوں کو درست اور صحیح بنا نا خواہ وہ ظاہری ہوں جیسے نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ خواہ وہ باطنی ہوں جیسے کہ اللہ کا خوف۔ اللہ سے امید، شکر و صبر وغیرہ تاکہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہم آجائیں جو ہمارا مقصود ہے اور ہمارے جو عمل ہو کہ اللہ سے دور کرتے ہیں جیسے ظاہری و باطنی گناہ ان سے بچیں۔ جو عمل کہ ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ غیر اختیار ہیں جیسے کہ ان اسباب کو پیدا کرنا جو ہم کو اللہ سے قریب کر دیں اللہ سے دور نہ ہونے کیوں کیونکہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے لہذا اسباب پیدا کریں۔ اختیار کی کاموں کے کرنے میں جو ہم کو تباہی یا کمی ہو جائے اس کو ہم بہت نقصان دہ سمجھیں اور اس کی اصلاح کریں اور جو کام

ہمارے اختیار میں نہیں ہیں ان کے ہونے نہ ہونے کی طرف توجہ ہی نہ دیں۔ یہ بات جو میں نے ابھی کہی ہے کہ جن اختیارات کا ملو میں کو تباہی اور کمی ہو جائے اس کی اصلاح کریں۔ اس اصلاح میں بھی زیادہ کاوش نہ کریں مثلاً اگر کوئی ضروری عمل ہم نہ کر سکے تو اس کی قضا کریں۔ اگر کوئی ذکر نہ والا کام کر لیا تو قرآن کریم اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو جائیں اسی ایک بات کے پیچھے نہ پڑیں کہ ہائے پر کام کچھ سے کیوں ہوا یا یہ کام کچھ سے کیوں نہ ہوا۔ اپنے کو اس مشقت میں نہ ڈالیں۔ مختصر یہ کہ مبالغہ اور غلو نہ کریں۔ قرآن اور حدیث میں بھی اس کی محافظت آئی ہے۔ جیسے قرآن کی آیت ہے۔ "لَا تَقْلُبُوا فِي ذُنُوبِكُمْ" (دین میں مبالغہ اور غلو نہ کرو) "مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ" (جو کوئی اپنے کوشش میں ڈال دے گا اس لئے کہ بنا نہ ہو سکے گا۔) "سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَسْتَعِينُوا" (ٹھیک ٹھیک چلو اور میانہ روی اختیار کرو اور مجھے رہو)۔ اور جیسے کہ حدیث میں ہے: ۱۔ اور دین کو اتہام تک بھی احاطہ نہ کر سکو یعنی یہ کہ اگر ہر موسم سے کہ دین پر تم غالب آ جاؤ اور کوئی دفعہ اس کا تم سے نہ جائے توبہ ہرگز ہرگز نہ کر سکو گے۔ ۲۔ جس پر نیند غالب آ جائے وہ لیٹ رہے۔ ۳۔ نیند کی حالت میں کچھ تصور نہیں بیداری کی حالت میں ہے۔ اگر آج کل کے لوگ اس طرح مبالغہ اور غلو دین میں کریں گے تو ان کی توبت اور بہت جواب دہی کی اور وہ بہت جلدی افسوس ہو جائیں گے اور اللہ کے راستہ پر چلنے کا جو کام وہ کر رہے ہیں وہ معطل ہو جائے گا۔ اور کبھی جان پر اور کبھی ایمان پر اس کا اثر ہو جائے گا۔ جان پر تو لوگوں کو ان کی حسرت خراب ہو جائے گی کیونکہ خیالات اور فکر کی کثرت سے سودا بڑھ جائے گا پامل

کو ضرورت ہے اور نہ اس بحث طبعی کے نہ ہونے سے مراد کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ "

ایک طالب نے حضرت تھانوی سے پوچھا کہ، "بیر۔ مرشد۔ شیخ یعنی تعلیم دینے والے کی ضرورت انسان کو کیوں ہے؟ اور ان سے کیا چیز حاصل کی جاتی ہے؟" حضرت تھانوی نے ان کو جواب دیا کہ، "دنیا میں انسان کو زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام دئے ہیں کہ فلاں فلاں کام تم کو کرنا ہے اور فلاں فلاں کام تم نہ کرو ان سے بچو۔ کام کرنے والے کام اور نہ کرنے والے کام جو انسان اپنے بدن سے یعنی ہاتھ پیر سے کرتا ہے یا اپنے بدن یعنی ہاتھ پیر سے نہیں کرتا ہے، اور ان سے جتنا ہے یہ ظاہری کام کہلاتے ہیں، یعنی نظریں آنے والے کام۔ جیسے نکل۔ زنا وغیرہ۔ اور جو کرنے والے کام یا نہ کرنے والے کام اپنے نفس یعنی اپنے دل و دماغ کے کہنے اور اگنانے سے کرتا ہے یا نہ کرنے ان سے جتنا ہے یہ باطنی کام کہلاتے ہیں یعنی نظر نہ آنے والے کام کہلاتے ہیں جیسے ضرور، بغض، حسد وغیرہ۔"

ایک طالب نے لکھا کہ، " حضور! مجھ کو نماز کے تھکا ہوا جانے سے ایسا صدمہ نہیں ہوتا کہ میں بیچین ہوجاؤں البتہ مجھے یہ یقین ہوجانے کہ صرف یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ مجھے نماز کے تھکا ہوا جانے سے ایسا صدمہ کیوں نہیں ہوتا کہ میں بیچین ہوجاؤں ہوجاتا یعنی نماز کے تھکا ہوا جانے پر کچھ رنج نہیں ہوتا۔ کبھی میری حالت ایسی بھی ہوتی ہے کہ کوئی گناہ کا کام اگر مجھ سے ہوجاتا ہے تو بے حد رنج ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی گناہ کا کام اگر مجھ سے ہوجاتا ہے تو رنج بہت کم یا بالکل نہیں ہوتا۔ "

ایک طالب نے حضرت تھانوی کی حدیث میں لکھا کہ، "مومن نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں؟" حضرت تھانوی نے اس کے جواب میں ان کو لکھا کہ، "آپ کے دل میں یہ فکر کہ معلوم نہیں مجھے اللہ کی محبت ہے یا نہیں خود اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور جب دلیل موجود ہے تو جس بات کی یہ دلیل ہے یعنی اللہ کی محبت وہ بہت انشراح اللہ تعالیٰ یعنی ہے۔ "

ایک طالب نے لکھا کہ، "مومن نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں؟"

ایک طالب نے لکھا کہ، "بندہ جناب والا کے علم کی وجہ سے آپ کا معتقد ہے اور میری محبت آپ کے ساتھ آپ کے اخلاق کی وجہ سے ہے باقی جیسی محبت پیر اور میرے درمیان ہوتی ہے اور جو لوگوں میں مشہور ہے وہ مجھ میں نہیں ہے۔"

ایک طالب نے لکھا کہ، "مجھے دو باتوں کی فکر ہے۔ ایک فکر

تو یہ ہے کہ نہ جانے میرا خدا ترس حال پر ہوگا کیونکہ اس وقت تو خدا کے نفل سے جوش اور حواس درست ہیں پھر بھی مجھ کو دوسرے ہوتے ہیں اور اُس وقت جب کہ خدا ترن ہوگا تو جوش رہے گا اور نہ حواس درست رہیں گے اُس وقت کیا حال ہوگا۔ دوسری فکر یہ ہے کہ آخرت میں انجام کیا ہوگا کیونکہ اپنے اعمال کی طرف نظر کرنے سے سوائے برے اعمال کے نیک اعمال نظر نہیں آتے۔ حضرت تھانوی نے جواب میں لکھا کہ، "آپ کا یہ حال اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو اللہ سے عہدیت کا یعنی اللہ کا بندہ ہونے کا تعلق ہے اور یہ ایک حالت اعلیٰ درجہ کی حالت ہے۔"

ایک طالب نے لکھا کہ، " حضور! مجھ کو نماز کے تھکا ہوا جانے سے ایسا صدمہ نہیں ہوتا کہ میں بیچین ہوجاؤں البتہ مجھے یہ یقین ہوجانے کہ صرف یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ مجھے نماز کے تھکا ہوا جانے سے ایسا صدمہ کیوں نہیں ہوتا کہ میں بیچین ہوجاؤں ہوجاتا یعنی نماز کے تھکا ہوا جانے پر کچھ رنج نہیں ہوتا۔ کبھی میری حالت ایسی بھی ہوتی ہے کہ کوئی گناہ کا کام اگر مجھ سے ہوجاتا ہے تو بے حد رنج ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی گناہ کا کام اگر مجھ سے ہوجاتا ہے تو رنج بہت کم یا بالکل نہیں ہوتا۔ "

ایک طالب نے لکھا کہ، "مومن نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں؟"

ایک طالب نے لکھا کہ، "مومن نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں؟"

ایک طالب نے لکھا کہ، "بندہ جناب والا کے علم کی وجہ سے آپ کا معتقد ہے اور میری محبت آپ کے ساتھ آپ کے اخلاق کی وجہ سے ہے باقی جیسی محبت پیر اور میرے درمیان ہوتی ہے اور جو لوگوں میں مشہور ہے وہ مجھ میں نہیں ہے۔"

ایک طالب نے لکھا کہ، "مجھے دو باتوں کی فکر ہے۔ ایک فکر

یوں کہتا ہے کہ اللہ میاں ہمیں دیں گے ہم فکر نہیں کرتے۔ اس سے مجھ کو پتہ چلا ہے سنت افسوس ہوا کرتا ہے کہ عورت کی ذات مجھ سے بڑھ گئی۔ تو اب میں دیانت کرنا چاہوں کہ یہ حالت میری اچھی ہے یا نہیں اگر اچھی نہیں ہے تو کیا علاج کروں؟" مولانا تھانوی نے اس کا جواب لکھا کہ، "دو دنوں کی حالت اچھی ہے اور یہ فرق جو معلوم ہوتا ہے یہ فرق طبعی ہے چونکہ عورتوں میں عاقبت اندیشی فطری کم ہوتی ہے اور مردوں کی توت فکر زیادہ کام کرتی ہے اس وجہ سے یہ فرق ہے۔"

ایک طالب نے لکھا کہ، " اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کی

ایک طالب نے لکھا کہ، "مومن نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں؟"

ایک طالب نے لکھا کہ، "مومن نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں؟"

اسٹبل مکسچر
اسٹبل ممری
ہوٹل مکسچر
سودا گر مکسچر
کپ برانڈ
گولڈن ڈسٹ
فلاور بی، او پی
سو پور ڈسٹ

قاضی نور الحق ندوی

دستاویز شریعتیہ

محبت دل میں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اس قدر نہیں؟" مولانا تھانوی نے اس کا جواب لکھا کہ،

"خدا تعالیٰ کی محبت کے لئے لازم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مگر حق تعالیٰ کی محبت آپ کو طبعی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عقلی۔ چونکہ محبت کے رنگ مختلف ہیں اس لئے آپ کو مشہد ہوا کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت نصیب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لازم ہوئی حق تعالیٰ کی محبت کے ساتھ بوجہ لازم و ملزوم ہونے کے۔"

ایک طالب نے لکھا کہ، " اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کی

عباس عبد اللہ الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co. WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building, S. V. Patel Road, Nelli Bazar, BOMBAY, 3. Tel: Add. CUPKETTLE

SHOP: 862220 RESI: 898684



۴۴- حاجی بلاک، ایس۔ وی۔ پٹیل روڈ، نلی بازار، بمبئی ۳

قاضی نور الحق ندوی

دستاویز شریعتیہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi کے تین دن

ضلع بستی میں

دارالعلوم اسلامیہ بریلی

۲۶ فروری ۱۹۸۳ء کو شہر بستی میں دینی تعلیمی کونسل کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ایک اہم کانفرنس میں شرکت کے لئے عالم اسلام کی ممتاز ذمہ دار شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی دامت برکاتہم ۲۶ فروری ۱۹۸۳ء کو شام کو میان تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے محرم جناب سید حامد صاحب دانش چاندلسر پور یونیورسٹی علی گڑھ اور جناب ڈاکٹر اشفاق حسین صاحب قریشی سکریٹری دینی تعلیمی کونسل شریک کانفرنس ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان موقر بہانوں خصوصاً حضرت مولانا دامت برکاتہم کے اعزاز میں شہر میں چار ماہ پروردگار ہونے سب سے پہلے پروگرام اسی شب ہی یہ ہوا کہ میان کے اولاد پروردگار مسلمانوں کو تشریف لائے تھے۔ سید حامد صاحب کے اعزاز میں ایک عشاء کا اہتمام کیا گیا اور اولاد بوائز کی طرف سے پیش کیا گیا اور سید حامد صاحب نے ایک شاندار تقریر فرمائی۔ آخر میں حضرت مولانا کی مختصر اور جامع تقریر کے بعد اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ دوسرا پروگرام ۲۶ فروری کی صبح کو آٹھ بجے دارالعلوم اسلامیہ میں ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد جناب مولانا سید محمد رفیق صاحب مظاہرہ کی کنوارا لہور دارالعلوم اسلامیہ نے بہانوں کی کام کا جامع تعارف کرایا اور اس تشریف آوری پر ان کا شکر یہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا کی خدمت میں دارالعلوم کی طرف سے رات میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں حضرت مولانا نے خطاب و اساتذہ اور معززین شہر کو خطاب فرمایا اور پھر دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اسی موقع پر حضرت مولانا اور محترم سید حامد صاحب وغیرہ کے مبارک ہاتھوں دارالعلوم اسلامیہ کے دارالحدیث کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس سے فراغت کے بعد حضرت مولانا اور محترم سید حامد صاحب دینی تعلیمی کونسل کے ضلعی نمائندگان کے اجلاس میں شرکت کے لئے خیر امتداد تشریف

لے گئے۔ یہ خصوصی اجلاس تقریباً ایک بجے دوپہر کو حضرت مولانا کی مختصر تقریر اور دعا پر ختم ہوا۔ کونسل کے تمام بہانوں خصوصی کو دارالعلوم اسلامیہ میں نظر انداز کیا گیا۔ پھر پروگرام اسی روز شام کو نماز عصر کے بعد شہر بستی کے فرزندان ندوہ کی طرف سے شہر کی ایک قدیم عمارت "باقر نزل" میں ایک عشاء کی شکل میں تھا جس میں پہلے تلاوت قرآن کریم اور ترائی ندوہ کے لئے بعد حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں یہاں کی "ندوی برادری" کی طرف سے ڈاکٹر ابوالحسن ندوی نے سپاسنامہ پیش کیا اس کے بعد حضرت مولانا کی مختصر خطاب اور دعا پر یہ محفل بھی ختم ہو گیا۔

چوتھا پروگرام اسی دن شام کو انجمن اسلامیہ گاندھی نگر کی طرف سے نماز مغرب کے بعد تھا جس میں... عشاء کا اہتمام کیا گیا اور عشاء سے پہلے ایک مختصر سا جلسہ منعقد کیا گیا جس میں پہلے تلاوت قرآن پاک وغیرہ کے بعد حضرت مولانا کی خدمت میں انجمن کی طرف سے جناب ملک حامد حسین صاحب ایڈووکیٹ صدر انجمن نے سپاسنامہ پیش کیا۔ آخر میں حضرت مولانا نے اپنے مختصر خطاب میں ان ظاہری مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ دلوں کی مساجد کی تعمیر پر بڑا زور دیا اور دعا کے بعد یہ ذرائعی مجلس اختتام کو پہنچی اسی روز شنبہ میں آٹھ بجے سے کونسل کا اجلاس عام شروع ہوا تلاوت آیات قرآنی کے بعد بستی کے ممتاز شاہ خاں صاحب حسن حسینی نے کونسل پر اپنی ایک نگرانی نظر پیش کی۔ اس کے بعد محترم سید حامد صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی جو بہت ہی معلومات افزا ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی بھی اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔ آپ کے بعد نوجوان نائل مولانا سید سلمان صاحب حسینی ندوی نے تعلیم کی اہمیت و عظمت پر ایک دلورہ انگیز تقریر کی۔ پھر جناب مولانا سید حامد صاحب ندوی ناظر جامعۃ الرشاد اعظم چھوڑ کر دینی تعلیمی کونسل جناب ریاض الدین

بھی ختم ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا اور تمام بہانوں کی کرام مجبوراً میری تشریف لے گئے اور نماز ظہر اور ظہران کے بعد عصر تک آرام فرمایا۔ نماز عصر اور چائے وغیرہ سے فراغت کے بعد حضرت مولانا اور سبھی رفقاء مجاہد کیر حضرت مولانا سید جعفر علی صاحب نے مزار پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ مغرب کے وقت وہاں سے واپس ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد یہاں بھی ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس پر پروگرام تلاوت قرآن کریم کے بعد مولانا محمد سلیم صاحب مبلغ دارالعلوم اسلامیہ بستی نے ایک طویل اور شاندار نعت اور مولانا عتیق الرحمن اترئی ندوی نے "تائید و تائیر" میں ڈوبی ہوئی ایک "حمد" سنائی۔ اس کے بعد مولانا عبد اللہ صاحب حسینی ندوی اور مولانا محمد سلمان حسینی ندوی کی تقریریں ہوئیں۔ آخر میں حضرت مولانا دامت برکاتہم نے دعا و نصیحت کے قیمتی کلمات ارشاد فرمائے اور دعا پر یہ جلسہ بھی ختم ہو گیا۔

۲۸ فروری ۱۹۸۳ء کی صبح کوناشہ کا اہتمام جناب مولانا محمود الحسن صاحب ناظم دینی تعلیمی کونسل نے کیا تھا۔ چنانچہ حسب پروگرام صبح ۹ بجے ان کے یہاں ناخشہ سے فراغت کے بعد حضرت مولانا اور ان کے رفقاء مولانا مین اللہ صاحب نے وی نائب ناظم ندوۃ العلماء، مولانا محمد رفیق صاحب مظاہرہ ناظم کتب خانہ ندوۃ العلماء، ڈاکٹر محمد اشفاق حسین صاحب قریشی، مولانا محمد حمزہ حسینی ندوی میر ہاشمہ فخریہ لکھنؤ، مولانا محمد سلمان حسینی ندوی (اساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء) مولانا عبد اللہ حسینی ندوی (اساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء) اور مولانا جعفر مسعود حسینی ندوی وغیرہ شہر بستی سے ۱۵ کیلومیٹر دور مجاہد جلیل حضرت مولانا سید جعفر علی صاحب حسینی ندوی کے گھر پہنچے اور تشریف لے گئے۔ یہاں ایک دن اور ایک شب قیام رہا۔ مجبوراً میری شہر دینی کارکن جناب سید احمد صاحب ٹرکیٹ اور دوسرے اعزہ نے بہانوں کے قیام و طعام کا شاندار اہتمام کیا تھا حضرت مولانا اور ان کے تمام رفقاء ٹھہری دیر کے لئے مجبوراً میر سے متصل ایک سٹیج چھانڈا بھی تشریف لے گئے جہاں اصطلاح "المکین" کے نام سے ایک میٹیری تعلیمی ادارہ بھی چل رہا ہے۔ اس تاریخی موقع پر اس دور میں بھی ایک مختصر سی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد طلبائے مدرسہ نے حمد و نعت کے عمدہ ترانے پیش کیے۔ آخر میں حضرت مولانا کی طرف سے مولانا محمد سلمان حسینی ندوی اور طلباء کو قیمتی نصیحتیں فرمائیں اور حضرت مولانا کی دعا پر یہ ذرائعی مجلس

بقیہ صفحہ ۲

میں نہ کوئی کمی دیکھو گے اور نہ عیب و کمزوری ہوگی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ مخلوق کو زور کی آواز دے گا اور اس کے سارے لوگ جس حال میں پیلے تھے اسی حال میں ہو جائیں گے، جو لوگ زمین کے اندر تھے زمین کے اندر ہو جائیں گے اور جو زمین کے اوپر تھے اوپر ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے تم پر زور کی بارش نازل فرمائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا اور چالیس دن تک آسمان پانی برساتا رہے، یہاں تک کہ پانی لوگوں سے بارہ گز اونچا ہو جائے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسموں کو اگنے (زندہ) کا حکم فرمائے گا اور وہ سبھی کی طرح اگ اگیں گے یعنی زندہ ہو جائیں گے اور حتیٰ کہ ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے اور جیسے پہلے تھے ویسی حالت پر آجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبریل میکائیل زندہ ہو جائیں اور وہ دونوں زندہ ہو جائیں گے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ روجوں کو بلائے گا اور روجوں کو لائی جائیں گی مسلمانوں کی قبریں نور سے دکھ رہی ہوں گی۔ اور دوسری روجوں پر سب سے اچھی ہوگی، اللہ تعالیٰ ان ساری روجوں کو صومیر ڈال دے گا اور حضرت اسرافیل کو دوبارہ جی اٹھے گا اور پھر کئے گا حکم دے گا پھر جی اٹھے گا اور پھر نکلا جائے گا اور وہیں اس کثرت سے نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں، وہ زمین سے لے کر آسمان تک بھج جائیں گی جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت و جلال کی قسم تمام روجیں زمین کے اندر اپنے جسموں کیس داخل ہو جائیں، روجیں ناک کے راستے سے جسم میں داخل ہوں گی پھر زمین کی طرف پورے جسم میں ساجا جائے گی جیسے لڈکڑیہ کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے پھر زمین بھٹ جائے گی اور تم زمین کے اندر سے نکل جاؤ گے، سب سے پہلے میرے لئے زمین پھٹے گی۔ تم زمین کے اندر سے تیزی کے ساتھ نکل کر کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلو گے۔

مصلحین الی الداع یقولون الکافرون هذا یوم عسر (قرہ ۸) (اس دن لانے والے کی طرف دوسرے جاتے ہوں گے۔ کافر میں گے۔ دن بڑا سخت ہے)۔ نکلے پاؤں اور ہنہ جسم غیر متنون تم

سب کے سب ایک طرح سے کھڑے ہو جائیں گے ستر سال تک کھڑے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ نہ تمہاری طرف دیکھے گا اور نہ تمہارا فیصلہ کرے گا، تم اتنا روؤ گے کہ تمہارے آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر خون کے آنسو روؤ گے اور اس میں ڈوب جاؤ گے یہاں تک کہ تمہارے منہ تک پہنچ جائے گا، یا ٹھہروں تک پہنچ جائے گا، تم جو چاہو گے کہ کون ہماری سفارش کرے گا کہ ہمارا خدا ہمارا فیصلہ کر دے؟ لوگ کہیں گے تمہارے باپ آدم علیہ السلام سے بڑھ کر اس کا مستحق کون ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ خاص سے پیدا فرمایا ہے ان میں اپنی روح چھوٹی ہے اور اس سے قبل ان سے ہم کلام ہوا ہے۔ پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے اسکی درخواست کریں گے، وہ انکار کریں گے اور کہیں گے نکلے پاؤں اور ہنہ جسم غیر متنون پھر تم سب ایک ہی طرح ۷۰ سال کے بعد کھڑے ہو گے میں سفارش کے قابل نہیں، اس کے بعد لوگ تمام انبیاء کرام کے پاس جائیں گے، پھر نبی کے پاس جائیں گے اور نبی انکار کر دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں تک کہ تم ہمارے پاس آؤ گے میں چلوں گا اور "فخص" میں پہنچے گا سجدہ میں گر جاؤں گا حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا اللہ کے نبی "فخص" کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا عرش کے سامنے ایک جگہ کا نام ہے۔ میں برا بھلا سجدہ میں پڑا ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس ایک فرشتہ کو بھیجے گا وہ میرا بازو پکڑ کر مجھ کو اٹھائے گا اور مجھ سے کہے گا اے محمد! میں تم کو گناہی میرے آقا میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ پوچھے گا تمہارا کیا حال ہے، حالانکہ وہ خوب واقف ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا، اپنی مخلوق کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائیے اور ان کا فیصلہ فرمائیے اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا میں نے تمہاری شفاعت قبول کر لیا میں تمہارے پاس آ رہا ہوں تمہارا فیصلہ کروں گا۔ اللہ کے رسول نے فرمایا میں دیکھا آ جاؤں گا اور لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا ہوں گا ہم لوگ کھڑے ہوں گے کہ لوگوں کے چلنے کی زور دار آواز سنائی دے گی، اور دینا نے آسمان سے اتنے ہی لوگ

اتریں گے، جننے انسان اور جن زمین پر ہیں جب زمین سے قریب ہوں گے تو ان کے زور سے زمین روشن ہو جائے گی اور سب اپنی صفوں میں کھڑے ہو جائیں گے ہم ان سے پوچھیں گے کیا آپ ہی میں ہمارا رب بھی ہے، وہ جواب دیں گے نہیں وہ ابھی آرہے ہیں، اس کے بعد پھر اور اتنے ہی فرشتے نازل ہونگے یہاں تک کہ آخر میں اللہ تعالیٰ بادلوں کے سامنے اور فرشتوں کے جلو میں نازل ہوگا اس دن عرش خداوندی کو آٹھ فرشتے تھامے ہوں گے۔ اس وقت عرش کو تھانے والے فرشتے جا رہے۔ وہ فرشتے اتنے لمبے اور بڑے ہیں کہ ان کا قدم آخری زمین کی سطح پر ہوگا اور زمین و آسمان ان کی کمرنگ ہوں گے اور عرش خداوندی ان کے کندھوں پر ہوگا، عرش تھانے والے ان فرشتوں کی سبب ان کی آواز زور زور سے سنائی دے رہی ہوگی، وہ کہہ رہے ہوں گے پاک ہے عزت و بڑائی والی ذات، پاک ہے بادشاہت عزت و قدرت والی ذات، پاک ہے وہ زندہ و پائندہ ذات جس پر کبھی موت نہ طاری ہوگی، پاک و بے عیب ہے وہ ذات جو مخلوق کو موت دیتی ہے اور خود کو موت نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ زمین کے جس حصہ پر چاہے گا اپنی کرسی رکھے گا پھر اپنی پر عجب آواز میں فرمائے گا اے جنو اور اس انو! جب سے میں نے تم کو پیدا کیا ہے اس وقت سے اس وقت تک میں تمہاری طرف کان لگائے ہوں تمہاری باتیں سن رہا ہوں اور تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہوں، اب تم میری طرف کان لگاؤ، یہ تمہارے اعمال اور اس کی نامل ہے تم کو بڑھ کر سنائی جا رہی ہے جس کا اعمال نامہ اچھا ہو اللہ کی حمد و ثنا کرے اور جس کا اعمال نامہ اچھا نہ ہو وہ اپنے ہی کو طاعت کرے غیر کہ نہیں دکر یہ اس کے کرتوت ہیں، پھر اللہ تعالیٰ جنہم کو حکم دے گا اور اس سے ایک آدمی اور کالی گردن نماوار ہوگی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا، "و اما زوا الیوم ایھا المجرمون ا لکعد اھمدا لیکد یا ایھا آدمہ الا تصعدوا والشیطان انه لکعد عدو مبین و ان عبدا و فی هذا

صراط مستقیم و لقد اھل مکد جیل کثیرا اھل مکد تکونوا تعقلون ہذہ جھنم الی کنتھم وعدت اصلھا الیوم بما کنتھم لکفرون (سورہ یسین ۵۹-۶۰) اور گز گز آج الگ ہو جاؤ اے آدم کی اولاد! تم نے تم سے کہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا گھلا دشمن ہے اور یہ کبیری ہی عبادت کرنا ہی سیدھا راستہ ہے اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا کیا تم سمجھتے نہیں تھے یہی وہ جہنم جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی سو چونکہ کفر کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو الگ الگ کر دے گا اور تمام اتوں کو پکڑے گا ہر امت کو اس کی کتاب کی طرف بلا دیا جائے گا۔ ہول و گھبراہٹ کا ایسا عالم ہو گا کہ تمام قومیں اندھے منہ پڑی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وتدری کل امۃ جائتہ کل امۃ تدعی الی کتابھا الیوم تجزون ما کنتھم تعملون (ہاتھ پر) اور تم ہر ایک فرشتے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا اور ہر ایک جماعت اپنے (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جنوں اور انسانوں کے علاوہ باقی تمام مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا، جنگلی جانوروں اور جو پاؤں کا فیصلہ فرمائے گا حتیٰ کہ وہ بے سینک والے جانور کا بدلہ سینک والے جانور سے لے گا، جب اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہو گا اور کسی جانور پر کسی جانور کا بدلہ باقی ذریعے کا تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا تم تمہی ہو جاؤ اس وقت کہ تمہی عسرت کے ساتھ گئے گا اے کاش! میں تم پر تلے یا لیسیت کنت تو اباً۔ ان سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ فرمائے گا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ خون کا فیصلہ فرمائے گا لہذا راہ خدا میں شہید ہونے والے انھیں ایک پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو شخص قبل ہوا ہے اس کا سزا دیا جائے، اس کا سزا دیا جائے گا اس کی گردن کی رگی سے خون

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طلبہ کی انجمن اصلاح میں

علمی نمائش

طلبہ کی انجمن کے ناظم محمد اسحق حسینی نے ندوی فضلاء کی علمی خدمات کی نمائش کا اعلان کیا تھا اور اس سلسلے میں ندوی فضلاء سے رابطہ قائم کیا تھا اس علمی نمائش کے ساتھ توسیع خطبات کا بھی نظام تھا اس لئے اس کی تاریخیں ۲۶، ۲۷، ۲۸ اپریل مقرر تھیں۔ ۲۶ اپریل کی شب میں منسوب بعد افتتاحی جلسہ ہوا جس کی صدارت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی مدظلہ نے فرمائی۔ تلاوت کلام پاک، تراذہ نذود اور صدر محرم کی مختصر افتتاحی تقریر کے بعد پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مدظلہ نے فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اسلام اور روایت کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

دوسرے دن ۲۷ اپریل کو دس بجے علمی نمائش کا افتتاح مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی نے فرمایا اس نمائش میں ندوی فضلاء کی تصنیفات اور بہت سے علمی چارٹ ندوی فضلاء کی خدمات کے پیش کئے گئے تھے۔ ایک طرف طلبہ نذود کے قلمی رسالہ "اصلاح" کی جلدیں ایک طویل سیز پر لگی ہوئی تھیں جو بزبان حال

کہ رہی تھیں کئی خطوں نے بھی تخریب دیا تھا وہ آج بڑے مصنف اور صاحب قلم ہیں اور کچھ تو گراں بیاد خدمات انجام دے کر انشور کو پیارے ہو گئے ہیں، تم بھی اپنا وقت ضائع نہ کرو مستقبل کی طرف قدم بڑھاؤ۔ نمائش بالآخر مولانا محمد ثانی حسینی مرحوم کی نظم مقاصد نذود پر سرور عالم نے پڑھا اور اس بندہ گیا اس کے بعد جمالیہ ہال میں توسیع خطبات کا دوسرا دور مولانا سید ابوالحسن میاں ندوی ہی کی صدارت میں شروع ہوا جس میں حکیم عبدالغفور صاحب مدظلہ صحت جدید سے مولانا عبدالماجد دریابادی "صبح" کے آئینہ میں کے موضوع پر اپنا گراں قدر مقالہ پیش کیا۔ ان کے بعد پروفیسر گوگیاں تیاری ایس وی، کالج علی گڑھ نے مسودت دوس میں اسلام کے عنوان پر فضلاء

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام دارالعلوم ندوۃ العلماء کے دفتری کارکن محبوب صاحب کے ٹرسٹ بھائی حاجی محمد بیٹھو صاحب نے اپنی بیٹی میں محکمہ تعلیم میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے ایک کارخانہ میں وہ ان کی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادے شہید ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بیت خودیوں کے مالک تھے، بے بار و بار دعا، تمنا جو ان کی بیٹی پر طبع بر اعانت و مدد فرماتے تھے بہت تعلق و مٹنار تھے۔ تاریخیں تعمیر حیات سے ان مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پساں گذران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دعائے مغفرت

جو طاق حرم میں روشن ہو رہی شمع یہاں بھی جلتی رہے

ندوہ کے جشن علمی میں نمائش کا افتتاح

مجلس دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طلبہ کی علمی خدمات کی نمائش کا اعلان کیا گیا ہے جس کی صدارت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی نے فرمائی۔

نمائش میں دارالعلوم کے سابق طلبہ کی کاروشن کو نمایاں کیا گیا ہے جس کی داس پر بنیہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ برسوں پہلے جس پوزے کی آبیاری علم و ادب کے تالوں نے کی تھی آج وہ تازہ و صبر و بردبارت میں چکا ہے۔

نمائش میں دارالعلوم کے سابق طلبہ کی کاروشن کو نمایاں کیا گیا ہے جس کی داس پر بنیہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ برسوں پہلے جس پوزے کی آبیاری علم و ادب کے تالوں نے کی تھی آج وہ تازہ و صبر و بردبارت میں چکا ہے۔

نمائش میں دارالعلوم کے سابق طلبہ کی کاروشن کو نمایاں کیا گیا ہے جس کی داس پر بنیہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ برسوں پہلے جس پوزے کی آبیاری علم و ادب کے تالوں نے کی تھی آج وہ تازہ و صبر و بردبارت میں چکا ہے۔

نمائش میں دارالعلوم کے سابق طلبہ کی کاروشن کو نمایاں کیا گیا ہے جس کی داس پر بنیہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ برسوں پہلے جس پوزے کی آبیاری علم و ادب کے تالوں نے کی تھی آج وہ تازہ و صبر و بردبارت میں چکا ہے۔

نمائش میں دارالعلوم کے سابق طلبہ کی کاروشن کو نمایاں کیا گیا ہے جس کی داس پر بنیہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ برسوں پہلے جس پوزے کی آبیاری علم و ادب کے تالوں نے کی تھی آج وہ تازہ و صبر و بردبارت میں چکا ہے۔

نمائش میں دارالعلوم کے سابق طلبہ کی کاروشن کو نمایاں کیا گیا ہے جس کی داس پر بنیہ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ برسوں پہلے جس پوزے کی آبیاری علم و ادب کے تالوں نے کی تھی آج وہ تازہ و صبر و بردبارت میں چکا ہے۔

علم و اخلاق

منصب امامت و قیادت کا ناگزیر عنصر ہے

ضیاء الدین اعظمی ندوی

قبل لفظ قبائل میںین (الکفران) مفسرین نے اس آیت کریمہ کا مطلب بھی بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قاعدہ و پیمانہ نہیں تھے بلکہ کتاب اللہ اور اس کے احکام کی تبلیغ و تعلیم حکمت و دانائی کی تلقین لوگوں کے اخلاق و عقائد کی درستگی و پاکیزگی پر توجہ اور ان کے اندر ایمان و عمل کے جذبہ کی آبیاری آپ کے فرائض منصبی کے نمایاں اور درخشاں پہلو تھے۔

اسلام سے پہلے عربی معاشرہ میں تعلیم کا رواج نہ تھا صرف ایک محد و ذہنیانہ طبقہ تھا، جہالت کے سبب عربوں کا معیار زندگی نہایت پست تھا، اخلاق کی گراؤٹ اور تہذیب و تمدن کی پستی نے ان کا انسان بنا دینا بنا دیا تھا اور حکومت کے سنبھالنے کی صلاحیت کے فقدان کی بنا پر ان کا کوئی اجتماعی نظام نہ تھا، ہر قبیلہ خود مختار و خود سر تھا اور جاہلی نخوت و عصبیت کے باعث باہمی چیلش و جنگیں رہا کرتے تھے، اسلام نے سب سے پہلے حصول علم پر ابھارا اور علم کی فیصلت و اہمیت اور ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی آیت کا نزول امر کے صیغہ سے ہوا۔ اشد باسعد ربك الذي خلقك و پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، قرآن کریم علم اور اہل علم کی فیصلت و عظمت کو مشدّد دھجیوں پر بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ ارشاد:

خداوندی ہے، یرفع الله الذین آمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجات۔ اور فرماتا ہے: تل ھل یتوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون۔ اور علم کے حاصل کرنے کی طرف بلا تے ہوئے فرماتا ہے: قد رب زدنی علماً۔ علم سے مراد وہی وہ

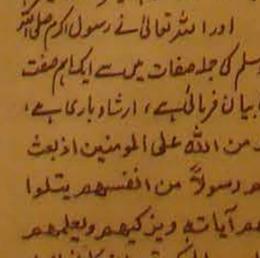
اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کی خلافت دے کر اس کو اپنی دوسری تمام مخلوقات پر فوقیت عطا فرمائی ہے اور اس کو عقل و دانائی کے زور سے مزین کر کے زمین و آسمان کی نعمتوں کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے، تاکہ منصب خلافت کی ادائیگی میں ان انعامات سے استفادہ کرے، اور بندوں کے اندر اپنے رب کے احکامات کے نفاذ و ترویج میں کوشاں اور سکون و آرام کے ساتھ ممکنہ ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مشغول رہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ولقد کرّمنا نبیّی آدم و حنّانہم فی البعد و الجب و رزقناھم من الطیبات و فضلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً۔

خلافت الہیہ کے اعراض و عقائد کی عظمت و اہمیت کا خلافت کے حاملین سے چند متمم بالشان صلاحیتوں کا تقاضا کرنا ہے جس کے بغیر انسان اس منصب عظیم کا متحمل نہیں بن سکتا۔ (۱) علم کی وسعت و گہرائی (۲) اخلاق کی بلندی و پاکیزگی (۳) احساس ذمہ داری اور اس کو پورا کرنے کا شوق و جذبہ۔ علامہ سر محمد اقبال مرحوم نے اپنے مشہور زمانہ شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے: یقیں مگر علم ہیہ بہت فساح عالم جہاد زندگانی میں ہے ہر دوں کی خوشی اور اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ صفات میں سے ایک صفات پر بھی بیان فرمایا ہے، ارشاد باری ہے: لقد من اللہ علی المؤمنین اذ لو انھم لفسدوا من انفسھم یتلووا علیھم آیاتہ و یرکعھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کا فواہن

عصر سونے جانے پہنچے ہوتے۔ میل و ملاپ، رہن سہن، لکھنے پڑھنے، عبارت و ریاضت صحت کی پختاؤ و شباب کے طبع و طریقے کی اصلاح و تربیت فرمائی اور ہر ایک کے لئے اصول متعین فرمائے۔ آیت اسلامیہ کے جن افراد نے ان تعلیمات کو علمی و عملی لحاظ سے اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا وہ انبیاء علیہم السلام کے جانشین اور علماء کھلمائے اور خلافت الہیہ اور قیادت امت کے صحیح حقدار ٹھہر چکے۔ متفق علیہ حدیث ہے، ان العلماء و رشتہ الانبیاء و ان الانبیاء لھم یورثوا و یناروا و لا یرثھا انھا و رثوا العلم فمن اخذہ اخذ

حضرت صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین علمائے برحق اور رسول عربی کے جانشین حقیقی تھے جنہوں نے اپنے اعمال و کردار، علم و اخلاق اور ذہن ایمان پر تقاضا ہونے کے جذبہ کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا لیا اور اسلام کی ترویج و تبلیغ اشد اور اس کے رسول کے احکام کی تلقین و تفسیح کے ہر حال میں قدم رکھا ان کے قول و فعل کی مناسبت اور ظاہر و باطن کی یکسانیت نے انہیں دنیا و آخرت کی خلافت و قیادت کے مرتبہ پر پہنچا دیا اور ان کے بعد علماء اسلام اور سلف صالحین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صحابہ و تابعین کے طور و طریقہ پر چلی کر اسلام کی عظمت و شوکت میں چار چاند لگا دیا، وہ دانشور و ائمہ و انصاف و عدل ات گنہگار ہونے میں، کی واضح اور علمی تفسیر تھے۔

آج عصر حاضر میں مسلمان اپنی کثرت تعداد کے باوجود مختلف پریشانیوں سے دوچار ہیں اور زلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ان کی زندگی اسلامی شریعت و قانون کے برعکس گزر رہی ہے۔



حضرت سونے جانے پہنچے ہوتے۔ میل و ملاپ، رہن سہن، لکھنے پڑھنے، عبارت و ریاضت صحت کی پختاؤ و شباب کے طبع و طریقے کی اصلاح و تربیت فرمائی اور ہر ایک کے لئے اصول متعین فرمائے۔ آیت اسلامیہ کے جن افراد نے ان تعلیمات کو علمی و عملی لحاظ سے اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا وہ انبیاء علیہم السلام کے جانشین اور علماء کھلمائے اور خلافت الہیہ اور قیادت امت کے صحیح حقدار ٹھہر چکے۔ متفق علیہ حدیث ہے، ان العلماء و رشتہ الانبیاء و ان الانبیاء لھم یورثوا و یناروا و لا یرثھا انھا و رثوا العلم فمن اخذہ اخذ

حضرت صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین علمائے برحق اور رسول عربی کے جانشین حقیقی تھے جنہوں نے اپنے اعمال و کردار، علم و اخلاق اور ذہن ایمان پر تقاضا ہونے کے جذبہ کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا لیا اور اسلام کی ترویج و تبلیغ اشد اور اس کے رسول کے احکام کی تلقین و تفسیح کے ہر حال میں قدم رکھا ان کے قول و فعل کی مناسبت اور ظاہر و باطن کی یکسانیت نے انہیں دنیا و آخرت کی خلافت و قیادت کے مرتبہ پر پہنچا دیا اور ان کے بعد علماء اسلام اور سلف صالحین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صحابہ و تابعین کے طور و طریقہ پر چلی کر اسلام کی عظمت و شوکت میں چار چاند لگا دیا، وہ دانشور و ائمہ و انصاف و عدل ات گنہگار ہونے میں، کی واضح اور علمی تفسیر تھے۔

آج عصر حاضر میں مسلمان اپنی کثرت تعداد کے باوجود مختلف پریشانیوں سے دوچار ہیں اور زلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ان کی زندگی اسلامی شریعت و قانون کے برعکس گزر رہی ہے۔



مطالعہ کی میز پر

تحقیقاً دکن، از مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی
صفحات: ۸۴، قیمت: چھ روپیہ
شائع کردہ: مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

یہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے اپنے سفر حیدرآباد اور تھانہ آباد کے دوران قیام ۱۰۱ تا ۱۰۲ اکٹوبر ۱۹۳۸ء تک مختلف مجلسوں میں فرمایا، کتاب سبھت سے لکھی ہے بلکہ محض فکر و فن ہی ہے، وہ معنی صیانت طبع کا سامان نہیں، مگر انگیزہ بھی ہے اور خیال افزہ بھی، تعلیم مسلم نوجوانوں کی ذہنی تربیت و اصلاح خیال کا ذریعہ بھی، دینی و علمی قیادت تعلیمی و تربیتی کام کرنے والوں کے مخلصانہ مشورہ اور وسیع و عمیق تجربوں کا بخوبی نتیجہ۔

مولانا کی ہر کتاب کی خصوصیت اور اس کی امتیازی شان ان کا سوز و گداز قوم و ملت کا درد ہے مولانا کے متعلق یہ لکھنا کہ وہ اپنے وقت کے ادیب ہیں، مورخ و خطیب ہیں، ایک نئے نئے ہونے صاحب قلم ہیں مولانا کی اب کوئی تعریف نہیں رہ سکتی کچھ مولانا کی اس تڑپ کا نتیجہ اور کرب و بے چینی کا عکس ہیں جو مولانا کے دل دروند مند ہے آہ بلکہ آب حیات بن کر نکلتے ہیں۔ عربی کی شہسور مثل ہے لیست المناجیحہ کا لشکر کی گریہ پر رونے والی کا رونا اصل مصیبت زدہ کے رونے کی طرح نہیں ہو سکتا جس کا لخت جگر مر گیا ہو۔

تحفہ دکن کا بغور مطالعہ کرنے والا شخص بخوبی یہ محسوس کرے گا کہ یہ وہ ہے کہ مولانا جس خشک سے خشک موضوع یا فاعل علمی موضوع پر بھی زبان یا قلم کو حرکت دیتے ہیں تو اس میں ایک عداوت و مٹھاس شوق و کشش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تحفہ دکن کے مطالعہ سے زندگی کے میدان میں کام کرنے اور اپنے مقام کو پہچاننے کی تندی میں روشن ہو جائیں گی جیسا کہ خود اس کے عنوانات سے عیاں ہے۔

- ۱- ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داری۔
- ۲- علمائے دین کا منصب۔ استقامت اور حقیقت پسندی کا جامع۔
- ۳- غیر اسلامی شاعر و رسوم کی نقل و تقلید سے احتراز کی ضرورت۔
- ۴- قصہ سات جواں مردوں کا۔
- ۵- سیرت و کردار کی تبدیلی کی ضرورت۔
- ۶- عربی زبان کی تحصیل و مہارت کا سب سے طاقتور محرک۔

نصیحتیں اور وصیتیں، مرتبہ جناب عبدالمجید صاحب اصلاحی

قیمت: دس روپیہ صفحات: ۱۷۶
شائع کردہ: انجمن دارالتعلیم و التعمیرت جامعہ کراچی

کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہے نصیحتوں اور وصیتوں کا مجموعہ ہے جس کو مرتب نے کمال خوبی پروردگار عالم کی نصیحتوں اور اس کے آخری رسول کی وصیتوں سے شروع کر کے دیگر انبیاء کرام حضرت علیؑ اور بعض دیگر صحابہ کرام اور حکام وقت اور امراء اور علماء کی قیمتی نصیحتوں اور وصیتوں کو جمع کر دیا ہے۔ اخیر میں کتاب کے مرتب اور طبع کرنے والے جناب الحاج منت اللہ صاحب جامعہ کراچی کی وصیتیں اپنے بیٹوں اور تمام بچوں اور عاتقہ المسلمین کے نام ہیں۔ اخیر میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے نام بھی وصیت ہے۔

کتاب قابل مطالعہ اور مفید ہے بقول مرتب کتاب دنیا کا ہر باب یقیناً ہی پسند کرتا ہے کہ اس کی اولاد بدیوں کا طغریت نہیں، نیکیوں کا فرشتہ بننے نصیحت

اور بے حیائی کی غلطیوں میں لپکتے ہوئے کے بجائے اپنے وجود کو حسن ادب، حسن عمل اور حسن اخلاق کے زیوروں سے آراستہ کرے اور دنیا میں آوارگی فکر و نظر کی غار وار داریوں سے بچتا، بچاتا، امنی کی بھول بھلیوں سے نکل کر حال کے نشیب و فراز سے گزرتا ہوا زندگی کی اس حقیقی شاہراہ پر قدم رکھے جہاں حسن مستقل کی تابناک منزل اس کی منتظر ہے۔

کتاب میں جو کچھ آپ پڑھیں گے اس میں اس کی عکاسی نظر آئے گی۔

تقدیر کیسے کریں، مؤلف مولوی محمد کاظم ندوی
پہلا حصہ ۸۰ صفحات اور دوسرا ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے
قیمت حصہ اول تین روپیہ دوم چار روپیہ
ناشر: مکتبہ ایسوب کاکسودھی

مؤلف نے طلبہ میں تقریر و خطابت کی خدا داد صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور اپنے مافی الضمیر کو موقع و مناسبت کے اعتبار سے اچھے اور دلکش انداز میں اپنے خیالات کو پیش کرنے اور مشق کے واسطے دو حصوں پر مشتمل اچھا نقش پیش کیا ہے جو ابتدائی درجات کے طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔ مؤلف کتاب نے مختلف دینی شخصیتوں مثلاً سیرت رسول، سیرت خلفاء راشدین اور دینی موضوعات پر مثلاً توحید و رسالت، دیگر ارکان اسلام نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ پر نمونہ کی منتقد تقریریں آسان زبان میں پیش کیا ہے، شجاعت و شہادت، اسلامی مساوات پر نمونہ کی تقریریں پیش کر کے طلبہ کے ذوق و شوق کو بڑھانے کی اچھی کوشش کی ہے۔ ان مضامین میں طلبہ آسانی کے ساتھ بولے اور مشق کرنے کا سامان پائیں گے اور ان کی قوت گوئی اور انہماق و تعمیر کی خواہید صلاحیتیں ابھریں گی۔

تقریر و خطابت وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور ہمیشہ سے رہی ہے اس لئے اس کی طرف توجہ اور مشق و تمرین از بس ضروری ہے۔ اس لئے یہ مختصر کتاب بڑی معاون و کار آمد ہو سکتی ہے۔

(شمس الحق ندوی)



بقیہ ص: ۱۵

احکام کا انسانی زندگی کی اجتماعیت پر عملی نفاذ ہونا کہ انسانی آبادی میں تقویٰ و توحید کے خطوط پر ایک ہی نگرہ اور عملی تصور فروغ پائے جس کے سہارے ورکا معاشرتی زندگی میں باہمی میل جول، خلوص و محبت، ایثار و قربانی، عدل و مساوات مثبت قدروں کے رجحان اور منفی اقدار سے نفرت ایک دوسرے پر اعتماد و سہارا کے حقوق کے احترام مادیت پر انسانی اقدار کی نوعیت پر طبقاتی تخیل انسانی ذمہ داریوں کے احساس رشتہ داروں سے ہمدردی و صلہ رحمی کے جذبے اور محرکات فوجش نیز عموماً سلیبات سے اجتناب کی خوشگوار رخصتا قائم ہو، ایسے خوشگوار و شاداب فضا جس سے معاشرتی زندگی خدائی نظام کی مہذبہ رسی میں بندھی ہوئی سکون و اطمینان اور سیرت و شادمانی کے ساتھ سفر حیات طے کرتی رہے۔

یہ ہے کہ خدا نے واحد کے لئے بنائے ہوئے

اسلام کا معاشرتی نظام اور اس کے اساسی عقیدے

محمد مبین رانجھوی

قدوت نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شریعت مطہرہ سے سرفراز فرمایا ہے وہ محمد خاتم النبیین کے پیشرو تمام انبیاء و رسل کی مخصوص زمانے اور علاقہ کی اصلاح کے واسطے نازل کردہ شریعت الہی سے مختلف ہے۔ اسلامی شریعت مطہرہ میں پاکیزہ تصور کی ہمہ گیری تاثر کی گہرائی اور روح کی سرمدیت ہے جو زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو کر پورے معاشرے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے اور معاشرتی زندگی کو روحانی و اخلاقی ضابطوں کی مستحکم اور مقدس کوئی پرستی کستی ہوئی تہذیب و تمدن کے باوجود پر فاختانہ پرچم لہرانے کی دعوت دیتی ہے وہ ایک خانہ دانی دار سے لے کر انسانی آبادی کی وسیع اجتماعیت کو اس کے فطری مقاصد اور ذمہ داریوں کا احاطہ دلا کر عالمی اور معاشرتی ضابطوں میں بانڈ دیتی ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام کے تین اساسی عنصر ہیں جن کے ٹھوس اور روح پرور تجربہ پر اسلام کا مثالی معاشرہ تیار ہوتا ہے جو فطری طور پر انسانی زندگی کے لیے ضروری اور اس سے مربوط ہوتا ہے وہ یہ ہیں: ۱- اخلاقی عمل کا تصور۔ ۲- معاشی جدوجہد کی فکر۔ ۳- سیاسی نظم و ضبط کا پاس و لحاظ۔

اسلام میں نظام اخلاق کا جو فطری اور معیاری تصور ہے وہ دوسرے مذاہب کے اندر عقابے اسلام کے اخلاقی تصور کی تابناک خصوصیات تمام عقلی نظریات کے متین کردہ نظام اخلاق کی خصوصیتوں سے ممتاز ہیں۔ مثلاً اسلام میں معاشرتی زندگی کی حیات آفریں ارتقائی کوششوں کی گنجائش تو ہے پر انسانی جنون مزاجی کے فکری دیوالیہ پن کی گنجائش نہیں کیونکہ اسلام کا اخلاقی معیار خدا کی وحدانیت اور آخرت، کائنات میں حیات انسانی کی حقیقت کے صحیح تجربے سے تشکیل پاتا ہے۔ اور اسلام اخلاقی عمل کے ذریعہ معاشرے

شالی ڈھانچے تعمیر کرنے کا حکم دیتا ہے وہ اخلاقی عمل کو معاشرے کی جھلکوں کا نشانہ اور معاشرتی برائیوں کا قطع کر کے والا سمجھتا ہے۔ اخلاقی عمل یہ ہیں: سچائی، ہمدردی، انصاف پسندی، امانتداری، فراخ دلی، حیا داری، راست بازی، خود اعتمادی، پاکدامنی، احسان شناسی، بہادری، اولوالعزمی، بروہاری وغیرہ وغیرہ۔ ان عمدہ خصلتوں کا شمار خیر میں ہوتا ہے اور یہ معاشرتی زندگی کی وہ مثبت قدریں ہیں جنہیں اسلام معروف سے یاد کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیتا ہے اور واقعتاً انہیں مثبت قدروں میں معاشرتی زندگی کے وسیع تر اور تعمیری مفادات بنیاں ہیں۔ اس کے برعکس غیر اخلاقی عمل سے بچنے کی پر زور تلقین کرتا ہے۔ غیر اخلاقی عمل یہ ہیں: ۱- دروغ گوئی، نا انصافی، سنگ دلی، بے شرمی، چوری، ڈاکہ زنی، خونریزی، بد عہدی، قرانی، خود غرضی، بد کرداری، رشوت خوری، ریا کاری، بہتان تراشی، مردم آزاری، بے اعتمادی، نا انصافی، ہتھی دھری وغیرہ وغیرہ۔

ان کی گنتی ہمیشہ شرم میں ہوتی رہی ہے اور انسانی زندگی کی ان منفی قدروں کو اسلام منکر کا نام دے کر ان سے اجتناب کا حکم دیتا ہے اور یقیناً انسانی زندگی کی یہ منفی قدریں ہیں جن سے معاشرتی بحران میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسلام نے اخلاقی حیثیت سے معاشرتی زندگی میں جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو لازم قرار دے کر اس کی ٹھوس اور پائیدار راہنمائی بھی متعین کر دیا ہے۔ وہ جسمانی ضرورتوں کی تکمیل کی خاطر اس کے پیچھے آزاد سرگردانی اور پریشان حال دوڑنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ انسانی تخیل کی ایک دو دھری مزاج و مذاق کے مطابق نفسانی تسکین کی خاطر گھٹیا اور تخریب کاری کے راستوں کی جانب قیادت کرتی رہی ہے۔ اسلام معاشرتی زندگی میں جسمانی راحت کے لئے مناسب اور متوازن راستے متعین کرتا ہے۔ وہ

معاشی میدان میں تجارت، زراعت و صنعت و حرمت وغیرہ جیسی تہذیبوں کو اپنانے کا حکم دیتا ہے اور ولقد مکشکہ فی الارض وجعلناکم شعبا معایش اور وانعموا من فضل اللہ کا پاکیزہ تصور پیش کر کے کل کائنات کو میدانِ زیست و عمل قرار دیتا ہے اور اللہ کی رہنمائی و خوشنودی کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جائز طریقوں سے حصول رزق پر اکتفا کرنا۔ اسلام معاشرتی عمل میں ان طبقاتی مفادات اور مصلحتوں کا قائل نہیں جس سے عالمگیر ٹکری عملی اصلاح ہی رونما نہیں ہوتا بلکہ معاشرہ مادی وادارے میں سکتا اور سٹک کر مادیت کا بیماری و غلام ہو کر رہ جاتا ہے جس کی مثال عصر حاضر کی اشتراکی اور سرمایہ داری نظام سے دی جا سکتی ہے۔ اسلام تمام انسانوں میں ذمہ دارانہ شعور ابھار کر معاشرتی مسائل حل کرنے کے ایسے طریقوں اپنانے کا حکم دیتا ہے جو معاشرتی زندگی کی تعمیر و ترقی میں مدد و معاون ثابت ہوں۔ اس طرح اسلام اقتصاد کا جدوجہد کو خوشحال اور فارغ البال معاشرہ کا خاص تصور کرتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے ارتکاز و دست یابی ملکیت عامہ یا ثروت عامہ کو قطعاً تقسیم یا عدم تصرف اور عدم توازن کی صورت میں اجتماعی بگاڑ ختم ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام معاشرہ کو ایسے اقتصادی اصول پر کار بند رہنے پر مجبور کرتا ہے جس سے مالی پیداوار، انفرادی تصرف و ملکیت کے بجائے اجتماعی تصرف میں گردش کر کے نہ جائے اسلام متین و مستحکم تعلقات مزید استوار ہوتے رہتے ہیں، اور خیریت الہی کا تصور بڑھتا رہتا ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام اخلاقی حیثیت سے شہسپا زندگی کے پورے دائرے پر محیط ہے جس سے معاشرتی زندگی کو امن و آسائش، سکون و اطمینان، آسودگی اور طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

اسلامی معاشرے کا دوسرا اساسی عنصر پوری اجتماعیت کی اقتصادی جدوجہد ہے۔ جس سے معاشرہ اجتماعی توازن و توازن کے ساتھ اپنی بقا اپنی نشوونما اور اپنی ترقی جاری رکھ سکے، معاشرہ اس کے بیغیر جسمانی اور دماغی انگلیں ابھر سکتی ہیں اور نہ ہی روحانی جذبات میں حرارت باقی رہ سکتی ہے۔ لہذا اس ملکیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام انسان کو

سیاسی نظم و ضبط کا احترام ہے اسلامی معاشرے میں سیاسی نظام کا اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سیاسی نظام کی قیادت خدا نے واحد کے ہاتھ میں ہے جس کے قانون کی باگ ڈور کی گرفت انسانوں پر مضبوط ہوتی ہے جس سے انسانوں کو شاہراہ حیات میں اعتدال و توازن کے ساتھ بہتر رہنا ہی ملتا ہے۔ اللہ کی وحدانیت، انبیاء کی رسالت اور انسان (بقیہ صفحہ پر)